جادۂ حق

سید ریاض حسین شاہ

ادارہ تعلیمات اسلامیہ پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تم بادشاہ ہو یا فقیر، پڑھے لکھے ہو یا ان پڑھ، سوچو اور دیکھو، دیکھنے اور سوچنے کے لئے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں، اپنا نفس ہی کافی ہے۔ نفس میں سوچنا اور غور و فکر کرنا اور کچھ دے نہ دے، ظاہر کرے نہ کرے، ایک حقیقت سے ضرور نقاب سر کا دے گا، تم کیا ہو اور کیسے ہو۔

آپ کیا ہیں اور کیسے؟ سوائے اللہ رب العزت کے اور کوئی نہیں جانتا۔ کسی شخص کا عالم ہونا فاضل ہونا، حاکم ہونا، ادیب ہونا اور شاعر ہونا بہت لوگ جانتے ہیں لیکن کسے یہ خبر کہ راتیں کسی کی قیام و سجود میں گزرتی ہیں یا داد و دہش میں دن کسی کے خدمت مخلوق میں بسر ہوتے ہیں یا عیش و عشرت میں ہر شخص خود جانتا ہے کہ وہ کیا ہے اور کیسا ہے۔

نیک ہے یا بد۔

خیر کا رسیا ہے یا شر کا متوالا۔

بندۂ خدا ہے یا بندۂ دنیا۔

نیکی کا چاہنے والا ہے یا برائی پر مرمٹنے والا۔

رضائے خدا چاہتا ہے یا خوشنودی حاکم۔

غلامِ رسول ہے یا طالبِ عہدہ۔

حق کا خواہ ہے یا خوشامد کا ڈھیرو۔

دنیا کی فکر رکھتا ہے یا آخرت کا خوف۔

Marfat.com

اکلِ حلال کا کاسب ہے یا رزقِ حرام کا حیلہ گر۔

تلاوت کتاب کا عادی ہے یا نغمہ و نَے کا عاشق۔

محنت کا خوگر ہے یا سُستی کا مارو۔

نماز کا پابند ہے یا کھیل کا عادی۔

خدمتِ خلق کا جذبہ رکھتا ہے یا خدمتِ نفس کا عزم۔

سنت کا داعی ہے یا جھوٹی تہذیب و ثقافت کا خادم۔

حق کا مجدّد ہے یا عقل میں متجدّد

سچائی کا محی ہے یا کذب کا مبلغ

مقصدِ حیات کا دلدادہ ہے یا شہرت کا قاصد۔

ہر شخص ہر فرد اور ہر نفس جانتا ہے کہ وہ کیا ہے اور کیسا ہے اور حقیقت میں ضرورت بھی اسی کی ہے کہ اپنی ذاتیں پہچانی جائیں معرفتِ نفوس حاصل کی جائے۔ اپنے اپنے باطن پر پڑے ہوئے غفلت کے پردے سرکا لئے جائیں۔ اپنے اپنے کردار کو ٹٹولا جائے، اپنے افکار کریدے جائیں۔ اپنے نظریات اور اعتقادات کا جائزہ لیا جائے اور اس طرح اپنی کمزوریوں کو کمزوریاں اور گناہوں کو گناہ تسلیم کیا جائے۔ وہ وقت آنے سے پہلے کہ ڈھکا چھپا سب ظاہر ہو جائے۔ آدمی گنگ اور اعمال بول پڑیں۔ بے فکری کی خوش مزگیاں پشیمانی کی بدمزگیوں سے بدل جائیں۔ ماضی حال بن کر کیا ہوا سب کچھ کھول کر رکھ دے۔ رشتہ داریوں کے مزے، دوستیوں کے چسکے، مال گیری کی ہوس، زرکشی کی حرص، وسعت پسندی کے جنوں، طاقتوں کے گھمنڈ، دنیا پرستی کے نشے اور جنبش زندگی کے دورے آئینہ ہو کر سامنے آجائیں اور پھر پوچھا جائے کہ کیسے گزری۔ وہ زندگی جس کا لمحہ لمحہ، گھڑی گھڑی اور لحظہ لحظہ امتحان تھا، آزمائش تھی اور ابتلا۔ کیسا حسرت انگیز ہو گا وہ وقت جب انسان حیرت اور تحیر میں ڈوب کر ماضی میں ہونے والے اعمال کو حال کی لوح پہ دیکھ لے گا۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ

Marfat.com

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۝ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا ۝ لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ۝ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝ (الزلزال ۱ : ۸)

"زمین جب پوری شدت کے ساتھ ہلا کر رکھ دی جائے گی۔ اور وہ اپنے بوجھوں کو باہر پھینک دے گی۔ اس دن انسان (حیرانگی سے) کہے گا کہ اسے کیا ہوگیا ہے اس روز یہ اپنے رب کے حکم سے تمام خبریں کھول دے گی کیونکہ اسے تیرے رب نے (ایسا کرنے کا) حکم دیا ہوگا۔ اور لوگ گروہ در گروہ پلٹ آئیں گے تاکہ ان کے اعمال انہیں بتائے جائیں۔ پس جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔"

انسان بڑا عجیب ہے اسے اپنے مال کی کثرت نظر آتی ہے۔ اپنی کائنات کی وسعت پہ اس کی نگاہ اٹھتی ہے۔ اپنے اقتدار کے علو پہ اس کا سرِ غرور اونچا ہوتا ہے اور اپنی تسخیری پہنائیوں پہ طاقت اور قوت کا احساس اس کی آنکھیں کھول دیتا ہے۔ جوں جوں موجودات اپنا وجود سمیٹ کر انسان کے دامن میں ڈال رہی ہیں، اس کا پیٹ حرص اور ہوٰی سے اتنا ہی وسیع ہو کر "اَنَا وَ لَا غَیْرِیْ" کے ڈنکے بجا رہا ہے۔ حالانکہ قاعدہ یہ ہے کہ ہر قوت کسی دوسری قوت کا نتیجہ ہوتی ہے اور ہر ذات کسی دوسری ذات پہ دلالت کرتی ہے۔ انسان کائنات کی حقیقی قوت کا اگر سراغ لگالے تو اس کا تفاخر جائز بھی ہے اور مناسب بھی، وگرنہ طاقت پہ گھمنڈ رکھنے والوں کو اپنی مفلسی اور بے بسی کی تصویر بھی لینی چاہیئے اور اس ناطہ کسی ایسے دن کا انتظار رکھنا چاہیئے جب قادر اور قوی ذات اپنے جمال سے نقاب پلٹ دے گی اور ساری قوتیں، طاقتیں اور سلطنتیں پامال ہو جائیں گی اور انسان عاجزی کی تصویر بن کر اللہ ربّ العزت کے سامنے کھڑا ہوگا۔

أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (المطففین ۴ تا ۶)

"کیا وہ یقین نہیں کرتے کہ انہیں قبروں سے ضرور اٹھایا جائے گا۔ ایک عظیم دن

Marfat.com

کے لیئے ایسا دن کہ تمام جہانوں کے پروردگار کے سامنے کھڑے ہوں گے۔"

جو کچھ ہونا ہوتا ہے سو وہ ہو ہی جاتا ہے۔ کسی کے چاہنے یا نہ چاہنے کا اس میں کچھ دخل نہیں

سورج نے چمکنا ہوتا ہے سو وہ چمک جاتا ہے۔ دنوں نے بڑھنا ہوتا ہے سو وہ بڑھ جاتے ہیں

راتوں نے چھانا ہوتا ہے سو وہ چھا جاتی ہیں۔

زمان و مکان کی فطری حرکات کو تھوڑا ہی کوئی بدل سکتا ہے۔ انسان چاہے بھی تو رات دن نہیں ہو سکتی اور دن رات نہیں ہو سکتا۔ بے بسی اتنی کہ چاہتے ہوئے بھی کوئی شخص موت کا وقت نہیں ٹال سکتا۔ اس عالم رنگ و بو میں جب ہر کام موقع اور محل کے لحاظ سے قانونِ فطرت کے مطابق طے پا رہا ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ کوئی چاہے یا نہ چاہے، مانے یا نہ مانے، تسلیم کرے یا نہ کرے کسی کے نہ ماننے سے قانونِ الٰہی کے چلتے دھارے تھوڑے ہی رک جاتے ہیں جو ہونا ہوتا ہے سو وہ ہو جاتا ہے۔ موت آنی ہے سو وہ آئے گی اور قیامت واقع ہونی ہے سو وہ واقع ہو کر رہے گی۔

اِسْتَجِیْبُوْا لِرَبِّکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ

مَا لَکُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ یَّوْمَئِذٍ وَّ مَا لَکُمْ مِّنْ نَّکِیْرٍ ۝

" وہ دن آنے سے پہلے اپنے رب کا حکم مان لو جو اللہ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں۔ اس دن نہ تو تمہارے لیئے کوئی پناہ گاہ ہو گی اور نہ ہی تمہاری طرف سے کوئی روک ٹوک کرنے والا ہو گا۔"

راہیں مختصر بھی ہوں سفر کی صعوبتیں ناگزیر سی ہوتی ہیں۔ منزلیں قریب بھی ہوں تو تیاری اور زادِ راہ ضروری ہوا کرتا ہے۔ دنیا منزل نہیں منزل کی طرف بڑھنے والی ایک راہ ہے۔ راستوں ہی سے چمٹ جانے والے لوگ منزل مراد تک نہیں پہنچا کرتے۔ منزل ان تابندہ بخت لوگوں کا جھک کر استقبال کیا کرتی ہے جنہیں منزل پہ پہنچنے کی فکر ہوتی ہے اور ان کے حوصلے جوان ہوتے ہیں۔ انسان اس دنیا کا باسی نہیں بلکہ اس راہ کا مسافر ہے اور یاد رہے کہ

Marfat.com

منزلِ حق تک پہنچنے والی یہ شاہراہ خطرات سے محفوظ و معمون نہیں بلکہ قدم قدم پہ کانٹے بچھے ہوئے ہیں۔ لحظہ لحظہ مشکلات کی گھنٹیاں بج رہی ہیں۔ گام گام دشمن گھات لگائے ہوئے ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان ان نازک احوال کے ہلاکت آفریں تھپیڑوں کے سامنے سنبھلے، سنبھل کر سوچے اور سوچ کر قدم بڑھائے اور ہر گاہ یہ خیال رکھے کہ سفر پس فکری اور کج روی کا شکار نہ ہو بلکہ پیش قدمی ہی کے مراحل طے ہوتے رہیں۔

رضائے خدا کی اس امن خیز اور مسرت افزا منزل کی طرف انسان کو چاہیئے کہ سست روی کی بجائے تیز گامی کا مظاہرہ کرے۔ سوچے تو جلدی، بڑھے تو سرعت کے ساتھ، لوٹے تو یکسو ہو کر، آئے تو ٹوٹ کر، اپنا بنے تو دوڑ کر اور اپنا بنائے تو بھاگ کر، فاصلے اور دوریاں ختم کرنے کی یہی ایک تدبیر ہے۔

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (الذاریات: ۵۰)

"پس اللہ ہی کی طرف دوڑو۔ بے شک میں اس سے کھلا ڈرانے والا ہوں"

اس دنیا میں لوگ فریب کا شکار ہیں اور فریب بہت بری چیز ہے۔ دھوکہ دیا جائے یا کھایا جائے۔ ہر دو صورتوں میں ذلت آسا ہوتا ہے۔ رشوت خوری کے حیلے، کذب بیانی کے دتیرے، مکر آفرینی کے حکمہ، زائد از ضرورت چالاکیوں کے مظاہرے، خود پسندی کی اداکاریاں، شہرت خواہی کے دعظ، عزت چاہی کی تحریریں، دولت سازی کے سفر" ووٹ آفرینی کی بیمار پرسیاں، سیاسی داؤ کے جنازے، مادیت سرائی کی ہمدردیاں، مال گیری کی مسکراہٹیں نفس خوردگی کے دروس، خواہش گندیدگی کی تعلیم، جنس آہنگی کی شب بیداریاں، عیش کوشیوں کی منصوبہ بندیاں اور لذت رانیوں کا ادب سب مکر اور فریب ہے۔ اس زمین کی چھاتی پہ تھوڑے ہی انسان ایسے بستے ہیں جن کی سوچ سادہ ہوتی ہے جن کا مذہب سادہ ہوتا ہے۔ ایسے لوگ نہ دھوکہ دیتے ہیں اور نہ دھوکہ کھاتے ہیں، نہ فریبی ہوتے ہیں اور نہ فریب کاری انہیں پسند ہوتی ہے۔ ان پاک نفس لوگوں کے سوا جدھر دیکھو اس فریب فریب دنیا میں فریب ہی کا کاروبار چل

Marfat.com

رہا ہے۔ اپنوں سے فریب، بیگانوں سے فریب خدا سے دھوکہ اور اپنی ذات سے فریب، جدھر دیکھو سفید پوش مجرموں اور بالبادہ معززین، فریبیوں کے جال بچھے نظر آرہے ہیں۔ دیکھو تو میٹھے اور شیریں، چکھو تو کڑوے اور تلخ، دور ہوں تو نور نور لگیں، قریب آئیں تو راتیں بھاگنے لگیں۔ جب انہیں کچھ ملنے کی توقع ہو تو بچھ بچھ جائیں اور جب کچھ دینا پڑ جائے تو کوہ قاف کی طرح دامن سمیٹ لیں۔ خود پسند دل کی یہ دنیا وہ جنگل ہے جس میں خودرو اور کانٹے دار جھاڑیوں کے سوا اور کچھ نہیں اگتا۔ اس دیس کے رہنے والے تہی دامنی کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اور خالی دامن ہی اس دنیا سے اٹھ جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جنہیں قیامت کے دن حسرت ہوگی کہ اے انہیں دنیا میں لوٹا دیا جاتا اور یہ عمل صالح بجا لا سکتے اور سچی مومنانہ روش اختیار کرتے۔

فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ٥ (الشعراء : ۱۰۲)

"پس ہمیں اگر دوبارہ لوٹنا نصیب ہوتا تو ہم اہل ایمان سے ہوتے۔"

عمل کی فرصت اس دنیا میں ہی ہے۔ یہاں انسان آزاد ہے۔ ارادے میں اور عمل میں لیکن اس کی آزادی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ دنیا اندھیر نگری اور چوپٹ راج سمجھ لی جائے اور یہ باور کر لیا جائے کہ اعمال پر باز پرس نہیں ہوگی۔ یہ تو وقت وقت کی بات ہوتی ہے کہ راتوں کے بعد دن آتے ہیں اور خوشیوں کے بعد غم۔ انسان کبھی جوان ہوتا ہے اور کبھی بوڑھا، یہ انقلاباتِ زمانہ اور یہ حوادث بذاتِ خود اس امر کی دلیل ہیں کہ یہ دنیا لہو لعب ہے کھیل تماشہ ہے، سراب ہے اور بے حقیقت۔ وہ لوگ جو دنیا ہی کو معراجِ زندگی تصور کر لیتے ہیں اور پنجے جھاڑ کر اسی کے پیچھے ہو لیتے ہیں، وہ پادر ہوا چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔ انسانوں کی یہ محبوب دنیا اس کے سوا ہے بھی کیا۔ غور سے دیکھو اور پھر سوچو اور سوچ کر فیصلہ کرو۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ٥

"یہ دُنیا کی زندگی نہیں ہے مگر کھیل تماشہ، باقی رہنے والی زندگی تو آخرت کے گھر

Marfat.com

ہی کی ہے۔ کاش وہ اس حقیقت کو جانتے۔"
غلطی غلطی ہی ہوتی ہے، لیکن غلطی کو غلطی نہ سمجھنا سب سے بڑی غلطی ہوتی ہے۔ معصوم صرف انبیاء ہی ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ کمزوریاں اور لغزشیں ہر انسان سے ممکن ہوتی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض لوگ اپنی لغزشوں کا ازالہ حسنات کے ساتھ کر لیتے ہیں لیکن بعض کے ہاں یہ انڈے اور بچے دیتی رہتی ہیں۔ انسان پہلے گناہ کرتا ہے اور پھر گناہوں کو نیکیاں تصور کرتا ہے اور پھر یہی ظنی نیکیاں انسان کو اس گمان میں مبتلا کر دیتی ہیں کہ تو نیک ہے تو ولی ہے، تو پاکباز ہے، تو عالم ہے تو فاضل ہے تو مرشد ہے تو یہ ہے اور وہ ہے اور پھر یہ ہے کہ "ہمچو تو دیگرے نیست" جبکہ انسانی عظمت کا راز اس میں ہے کہ گناہ ندامت کا کانٹا بن کر دل میں کھٹکے اور پشیمانی کے آنسو ہو کر آنکھ سے باہر آئے۔

صاحبو! ہم سب کی حالتیں پتلی ہیں۔ عمامے جھاڑو تو گناہوں کی دھول نکلے گی قبائیں نچوڑو تو خود پسندی کی میل برآمد ہوگی، دامن کھولو تو لغزشوں کا غبار نکلے گا۔ نفس نفس لٹا ہوا ہے۔ فرد فرد ڈسا ہوا ہے، ذہن ذہن فالج زدہ ہے اور دل دل غفلت گزیدہ ہے۔ دعوے بہت ہیں لیکن عمل میسر نہیں، ظاہر آراستہ ہیں اور باطن کرم خوردہ۔ جب دامن عمل پہ ہر سو داغ دھبے نظر آتے ہیں تو بساطِ زندگی پر افق تا افق مایوسیاں چھا جاتی ہیں۔ دل ڈوبنے لگ جاتا ہے اور وسواس کے ہجوم انسان کو ہلا کر رکھ دیتے ہیں۔ خیر اور شر کے دوراہے پہ بدی کی طرف بڑھو تو وہ کاٹتی ہے، نیکی کی طرف بڑھو تو وہ گزشتہ اعمال کے بارے میں سوال کرتی ہے۔ انسان جب حیرت کی وادیوں میں گم سُم ہو جاتا ہے تو فطرت کی صدائے ناز اطمینان کا نور اور رحمت کا پیغام بن کر تضادِ اعمال کی دلدل میں پھنسے ہوئے انسانوں کی رہنمائی کرتی ہے۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

"حبیب فرمایئے! میرے بندو وہ لوگ جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کر لی ہوں

Marfat.com

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں. یقیناً اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے
بے شک وہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

پانی میل صاف کر دیتا ہے اور توبہ گناہوں کو ختم کر دیتی ہے. نیکی پہ اترانے والے زاہد سے گناہوں پہ اشکِ ندامت بہانے والا عاصی بہتر ہوتا ہے عمل کی مٹی بدعملی کے زعفران سے بہتر ہوتی ہے. تکبر اور ریا کاری بھرے اعمال کی کثرت سے اخلاص بھرے افعال کی قلت نفع مند ہوتی ہے. گناہوں کی غفلتوں میں اندھیر اندھیر خلوتوں سے بے ضرر جلوتیں اچھی ہوا کرتی ہیں حصولِ شہرت اور لغزشوں کے گرد اگرد گھومنے والی انجمنوں سے بہتر راہب بن جانا ہوا کرتا ہے. اچھے لوگ وہ ہوتے ہیں جو خوفِ خدا کے آئینے میں اپنے اعمال کی حقیقت جاننے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں. جامِ جم میں کائنات دیکھنا افسانہ ہے لیکن دل کے پردہ پر اپنے کیئے ہوئے کی تصویر دیکھ لینا حقیقت ہے۔ دراصل انسان کہلانے کا مستحق وہی شخص ہوتا ہے جو اپنی ذات اور حقیقت کی پہچان حاصل کر لیتا ہے. عرفانِ ذات ہی سے عرفانِ رب کی گرہیں کھلتی ہیں. یہی وہ بلند مقام ہے جہاں عالم کو اپنے علم کے باریک نکتوں میں عابد کو اپنے شوق پرور سجدوں میں دانش کو فہم و فراست کی لطافت میں اور مفکر کو اپنے فکر کی وسعتوں میں اپنی لغزشوں کی سیاہی نظر آنے لگتی ہے اسے اپنی کمزوریوں کا مکمل احساس ہو جاتا ہے. اس کی امیدیں غیر اللہ سے کٹ جاتی ہیں اور وہ تکمیلِ شخصیت کے لیئے اللہ رب العزت کے سامنے دست بستہ گناہوں کی معافی کا سوال کرتا ہے۔

غور و فکر کے اس مقدس سفر کا نام توبہ ہے جس طرح درخت کی غیر ضروری شاخوں کے کاٹنے سے اس کی نشو و نما ہوتی ہے. توبہ بھی اعلیٰ اقدار کے فروغ میں ممد ثابت ہوتی ہے. توبہ کے عمل کے بغیر شخصیتیں جوہڑ کی مانند ہوتی ہیں۔ انابت الی اللہ اور توبہ ہماری قومی اور ملی ضرورت ہے۔ ہمارے معاشرے کا ہر فرد کسی نہ کسی حد تک جادۂ حق سے بھٹکا ہوا ہے۔ مجھے ایک دیہاتی کا مقولہ کبھی نہ بھولے گا جس نے کہا تھا کہ نظام مصطفےٰ اگر کاملاً نافذ ہو جائے تو ہماری قوم کا ہر فرد دس دس کوڑوں کا سزاوار ہے. کمزوریوں کو کمزوریاں اور گناہوں کو گناہ کہہ بھی لیا جائے تو بھی یہ مسائل کا حل نہیں. زبان

Marfat.com

پر استغفار کا وظیفہ جاری بھی ہو جائے تو اس سے تھوڑا ہی ازالہ مرض ممکن ہو جاتا ہے۔ یہ تو یہی صورت بنتی ہے جیسے کوئی شخص کسی غریب مظلوم اور ستم رسیدہ شخص کے منہ پر تھپڑ بھی رسید کرتا اور ساتھ ہی معاف کیجئے بھی الاپتا ہے۔ توبہ دراصل جادۂ حق اور صراطِ مستقیم کے اس نقطہ پر واپس آجانے کا نام ہے جہاں سے کوئی شخص پھسل کر دور ہو گیا ہو۔ ضرورت ہے کہ سب انسان مل کر اس نشانِ راہ کو تلاش کریں جہاں سے فلاح و صلاح اور نور و سرور کے سوتے پھوٹتے ہیں۔

وَتُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّہَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥ (النور: ۳۱)

"اے مومنو! سب کے سب اللہ کی طرف رجوع کرو تاکہ تمہاری صلاح ہو۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار اپنی اونٹنی جدعا پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے موت ہمارے مقدر میں نہ ہو اور ہمارے اوپر جیسے کوئی حق واجب نہ ہو جن مُردوں کو ہم لے کر جاتے ہیں جیسے انہیں جلد واپس آجانا ہو۔ ہم ان کے جسم چھپا دیتے ہیں اور ان کی میراث تقسیم کر لیتے ہیں۔ گویا ہمیں ان کے بعد ہمیشہ زندہ رہنا ہو۔ ہم ہر نصیحت فراموش کر چکے ہیں۔ جیسے ہم نے اپنے آپ کو ہر مصیبت سے محفوظ کر لیا ہے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جو اپنے عیبوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دوسروں کے عیوب سے غافل ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ اپنا زادِ راہ خود تیار کرے اور دنیا میں عقبیٰ کی تیاری کرے اور زندگی میں آخرت کی تیاری کرے۔

لوگو! دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے۔ مرنے کے بعد کوئی مہلت نہیں ہے اور دنیا کی زندگی ختم ہونے کے بعد جنت ہے یا پھر جہنم۔

صاحبو! وقت کا پہیہ تیزی اور سرعت کے ساتھ گھوم رہا ہے۔ تاریخ آگے بڑھ رہی ہے زیست برف کی طرح پگھلتی جا رہی ہے اور انسانیت حالات کی ٹھٹھرتی خموشیوں میں پریشان کھڑی ہے۔ ہر گریبان اور ہر دامن بدعملیوں کی آگ میں جل رہا ہے۔ معاشرہ چوطرف بداعتمادی کے منحوس

Marfat.com

دھوئیں میں گھرا ہوا ہے. جس طرف دیکھو یاس اور ناامیدی کی اداس شامیں انسان کا محاصرہ کیئے ہوئے ہیں. مادیت کا طوفان ہے کہ چپہ چپہ خاموش ہے. ناقوس زمناں کی برفیلی سیٹیاں بن گئے ہیں اور اذانیں بے اثر ہوتی جا رہی ہیں. اب کہ بندۂ خدا تیرے لیئے تیرے خدا کے سوا کوئی نہیں. اس کے ساتھ لو لگا. اسی کے ساتھ دوستی رکھ وہ خالق بھی ہے اور محبت نواز آقا بھی. اس کا دروازہ کھٹکھٹانے والا کبھی خالی نہیں لوٹتا. اس کا درِ رحمت نواز ہر وقت کھلا رہتا ہے. کوئی آئے اس کی طرف کوئی بڑھے اس کی طرف، کوئی لپکے اس کی طرف جھُک جھُک کر محبتیں لیئے اور مٹ مٹ کر سجدے لیئے بندہ نواز آقا پکار رہا ہے اور بلا رہا ہے.

بندہ پرور آقا! تیرے بے کس بندے دامنِ آرزو پھیلائے تیری چوکھٹ کے سامنے کھڑے ہیں، کرم ہے جو تو اپنا بنالے.

Marfat.com

Marfat.com

حرف حرف دھڑکتا ہوا

لفظ لفظ بولتا ہوا، بات بات من میں اُترتی ہوئی!

حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب

کی فکرِ قرآن سے منور اور عشقِ رسول میں ڈوبی ہوئی روح پرور انقلاب انگیز

تصانیف خود پڑھیے، دوسروں کو پڑھائیے۔

تبصرہ (سورۂ یوسف سورۂ یٰس) — قرآن حکیم کی جمال آراء اور حکمت افروز تفسیر

معجم اصطلاحات — علمی و فنی اصطلاحات کا نادر مجموعہ

سنابلِ نور — مرشد الکریم حضرت الحاج محمد جمشید قدس سرہ العزیز کی محافل نور کی حکایات مہر و محبت

صبحِ زندگی — اخلاقی اور روحانی زوال کی مہیب تاریکیوں میں ملت اسلامیہ کیلئے حیات جاوداں کا پیغام

صفیرِ انقلاب — خواب غفلت میں ڈوبے ہوئے افراد ملت کے لیے دعوت عمل

پروقار محبت عزت نواز عشق — حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جاں نواز کیفیات کی ایمان افروز تفصیل

سراغِ زندگی — فلسفۂ عبادت پر ایک منفرد تحریر

حقیقتِ تقویٰ — تقویٰ کی کیفیتوں اور تقاضوں پر مشتمل ایک حسین تصنیف

◆ میلاد النبی بیانِ برکت ◆ حسن السمت ◆ فکر بنات ◆ فکر شباب ◆ معیارِ عمل ◆ بارِ امانت

◆ سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ ◆ ابو درداؓ ◆ عبدالرحمٰن بن عوفؓ ◆ جعفر بن ابی طالبؓ ◆ مصعب الخیرؓ

◆ عباس بن عبدالمطلبؓ ◆ صہیب بن سنانؓ ◆ بلال حبشیؓ

◆ ابو ایوب انصاریؓ

Marfat.com

حرف حرف دھڑکتا ہوا

لفظ لفظ بولتا ہوا، بات بات من میں اُترتی ہوئی!

حضرت علامہ سیّد ریاض حسین شاہ صاحب

کی فکرِ قرآن سے منور اور عشقِ رسول میں ڈوبی ہوئی روح پرور انقلاب انگیز

تصانیف خود پڑھیے، دوسروں کو پڑھائیے۔

تبصرہ (سورۂ یوسف سورۂ یٰسین)
قرآن حکیم کی جمال آراء اور حکمت افروز تفسیر

معجم اصطلاحات
علمی و فنی اصطلاحات کا نادر مجموعہ

سنابلِ نور
مرشد الکریم حضرت لالہ جی محمد جمشید قدس سرہ العزیز کی محافل نور کی حکایات مہر و محبت

صبحِ زندگی
اخلاقی اور روحانی زوال کی مہیب تاریکیوں میں ملت اسلامیہ کیلئے حیات جاوداں کا پیغام

صفیرِ انقلاب
خواب غفلت میں ڈوبے ہوئے افراد ملت کے لیے دعوت عمل

پُر وقار محبت عزت نواز عشق
حُبِّ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جاں نواز کیفیات کی ایمان افروز تفصیل

سراغِ زندگی
فلسفہ عبادت پر ایک منفرد تحریر

حقیقتِ تقویٰ
تقویٰ کی کیفیتوں اور تقاضوں پر مشتمل ایک حسین تصنیف

- میلادالنبی بیان و برکت
- حسن السمت
- فکر بنات
- فکر شباب
- معیارِ عمل
- بارِ امانت
- سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ
- ابو درداؓ
- عبدالرحمٰن بن عوفؓ
- جعفر بن ابی طالبؓ
- مصعب الخیرؓ
- عباس بن عبدالمطلبؓ
- صہیب بن سنانؓ
- بلال حبشیؓ
- ابو ایوب انصاریؓ

Marfat.com